https://alamin.tuf.edu.pk/
Al-Amīn الامین(Faiṣalābād)
ISSN (print): 2790-6507; ISSN (online): 2790-6515
Volume 3; Issue 1; Article No. 25030103

RESEARCHARTICLE

اسلامی ریاست کی تعمیر میں حسنِ اخلاق کےکردار کا تحقیقی جائزہ

A Research-Based Analysis of the Role of Good Morals in the Establishment of an Islamic State

Hafiza Nasreen Akhtar
Email: nasreenakhtar730@gmail.com
Seeda Bano
Department of Arabic
Govt College for Women, University, Faisalabad

Paper history
Received: 25 February 2025
Revised: 2 March 2025
Accepted: 10 April 2025
Published online: 19 June 2025

Abstract

The foundation of any ideal society lies in the ethical and moral conduct of its individuals. In the context of an Islamic state, Husn-e-Akhlaq (good morals) plays a central role not only in the personal development of individuals but also in the collective progress and governance of the state. This research aims to explore and critically analyze the importance of moral values in the construction of an Islamic state based on the teachings of the Quran and Sunnah. The study examines how honesty, justice, patience, tolerance, compassion, and truthfulness are not only personal virtues but essential pillars for creating a peaceful, just, and prosperous Islamic society. The research draws upon historical evidence from the life of Prophet Muhammad (PBUH), the establishment of the state of Madinah, and the era of the Rightly Guided Caliphs, showcasing how moral values were central to governance, legislation, and public welfare. It also evaluates the decline of Islamic states in history and links it to the erosion of moral values and ethical principles among rulers and citizens alike. Therefore, the development and sustainability of an Islamic state require that its citizens and leaders embody the highest standards of moral excellence. The paper concludes with recommendations for promoting ethical awareness through education, religious training, and social reform to ensure the moral foundation of Islamic governance.

Keywords

Islamic state, good morals, ethics, governance, social harmony, Quran and Sunnah, moral values

© 2025 The Authors. Al-Amīn (Faiṣalābād) published by The University of Faisalabad, Faisalabad, Pakistan
This is an open access article under the terms of the Creative Commons Attribution License, which permits commercial use, distribution and reproduction in any medium, provided the original work is properly cited

تعارف

تمام لوگ کسی نہ کسی ملک کی حدود میں رہتے ہیں اور ان تمام ملکوں میں کوئی نہ کوئی ریاستی نظام قائم ہے ۔ ریاست اور حکومت دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ علم سیاست کی اصطلاح میں ریاست معاشرے کی سیاسی تنظیم ہے اور حکومت کا لفظ ان ارباب حل و عقد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جو اس میں نظم و نسق قائم رکھنے کے ذمہ دار ہوں۔ریاست کے اجزاء ترکیبی چار ہیں ۔ جن میں جغرافیہ ، عوام ، خود مختاری اور حکومت شامل ہیں ۔ یہ ریاست کی متعین سرحدیں ہیں جو لوگ ان کے اندر بستے ہیں ان کی ایک اجتماعی شناخت ہوتی ہے ۔ ایک برسرِ اقتدار گروہ ہے جو قوت نافذہ رکھتا ہے وہ اپنے معاملات چلانے میں خود مختار ہے ۔ وہ اپنے معاشی اور سیاسی فیصلے خود کرتا ہے ۔ اسلامی ریاست ایک ایسی ریاست ہے جو اسلامی تعلیمات اور اقدار کے مطابق قائم ہوتی ہے۔ اس ریاست کا مقصد اللہ کی رضا حاصل کرنا اور تمام لوگوں کے لیے عدل و انصاف کا نظام قائم کرنا ہے۔اسلامی ریاست کے قیام میں اخلاق حسنہ کی بہت زیادہ ضرورت و اہمیت ہے۔ اخلاق حسنہ سے مراد وہ اچھے اخلاق ہیں جو اسلام نے ہمیں سکھائے ہیں۔ ان اخلاق میں ایمانداری، سچائی، امانت، عدل، انصاف، احسان، عفو و درگزر، صبر، شکر، حلم، تواضع، اور دیگر شامل ہیں۔اخلاق حسنہ اسلامی ریاست کی بنیاد ہیں۔ اگر ریاست کے حکمران اور عوام اخلاق حسنہ سے متصف ہوں گے تو ریاست مضبوط اور پائیدار ہو گی۔ اور اگر وہ اخلاق حسنہ سے محروم ہوں گے تو ریاست کمزور اور جلد ہی زوال پذیر ہو جائے گی۔

ریاست کی تعریف

ماہرین سیاسیات کو ریاست کی تعریف میں سماجی اور سیاسی تناظر کو مدنظر رکھنا ہوگا، کیونکہ ریاست ایک سیاسی ادارہ بھی ہے اور سماجی بھی۔شاہ ولی اللہ کسی ریاست کی آبادی کو اہل مدینہ کہتے ہیں۔ وہ اپنی مشہور تصنیف "حجۃ اللہ البلاغہ" میں ریاست کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

> "مدینہ کے لوگ لوگوں کے اس گروہ کو کہتے ہیں جو اجتماعی طریقے سے اکٹھے رہتے ہوں، ایک ہی تہذیب اور پابندیوں کے تابع ہوں۔ یہ گروہ ایک ہی برادری سمجھا جاتا ہے خواہ وہ مختلف شہروں میں رہتے ہوں۔"[1]

سید مودودی قلم طراز ہیں کہ

> " ریاست وہییت سیاسی ہے جس کے زریعے ایک ملک کے باشندے ایک با قاعدہ حکومت کی شکل میں اپنا اجتماعی نظم قائم کرتے ہیں اور اسے قوت قاہرہ اور قوت نافذہ کا امیں قرار دیتے ہیں۔"[2]

مذکورہ بالا آراء سے جو بات واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ریاست کا اصطلاحی تصور ایک منظم اجتماعیت کا ہے ۔ کسی خاص علاقے میں موجود انسانوں کا ایک ایسا معاشرہ جس کے اختیارات افراد کے ایک گروہ یعنی حکومت کے پاس ہوں ۔ ایسی قیادت جو اصولوں ، حکمت اور فضیلت پر مبنی ہو ۔ ریاست کے چار بنیادی عناصر ہیں ۔ علاقہ ، آبادی حکومت اور اقتدار اعلی ۔ ان اجزاء کے بغیر کسی اجتماع انسانی کو ریاست نہیں کہا جا سکتا ہے ۔ریاست ایک سیاسی ادارہ ہے جس میں ایک منظم آبادی، ایک متعین علاقہ، ایک حکومت اور دوسری ریاستوں کے ساتھ تعلقات کی صلاحیت ہوتی ہے۔ [3]

اسلامی ریاست

اگر ہم مسلمان بن کر زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ ساری زندگی اللہ کی اطاعت میں گزاریں اور تمام انفرادی اور اجتماعی معاملات کا فیصلہ اللہ کے قانون اور اس کی شریعت کے مطابق کریں، ورنہ ایمان کا دعویٰ مشکوک ہو جاتا ہے۔ اسلام اس تضاد کو قطعی طور پر قبول نہیں کرتا۔ ایک اسلامی ریاست اور اسلامی آئین کا مطالبہ اس احساس پر مبنی ہے کہ انسان اللہ تعالی کے نائب اور نمائندے کی حیثیت سے اس کے شرعی قانون کے مطابق حکومت اور فیصلہ کرے۔گزشتہ بحثوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام میں جن

اطاعتوں کو ضروری قرار دیا گیا ہے، ان میں حکمرانوں کی اطاعت بھی ہے، جس کے ذریعے ریاست کے اندر رعایا کی قوت، طاقت اور افکار کو ایک ہی سمت میں سمیٹ کر اس کی سمت متعین کی جاتی ہے۔ اسی بنا پر پیغمبر کو بھی شریعت کا پابند بنایا گیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَأَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ أَنْ يَفْتِنُوكَ عَنْ بَعْضِ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ [4]

" اور فیصلے کیجیے ان کے مابین اس (شریعت) کے مطابق جو کہ اللہ نے اتاری ہے اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کیجیے اور ان سے ہوشیار رہیے ، ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ آپ کو ان میں سے کسی چیز سے بچلا دیں جو اللہ نے آپ پر نازل کی ہیں "

اس آیت میں فرمایا گیا ہے کہ جو مسلمان فیصلہ کرتے ہیں ان کوحکم دیا گیا ہے کہ کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا جائے۔ نہ کہ لوگوں کی خواہشات کے مطابق فیصلہ کیا جائے تاکہ اللہ کی نافرمانی سے بچا جا سکے ۔ایسا نہ ہو کہ فیصلہ کرنے میں غلطی سرزد ہو جائے جو اللہ کی ناراضگی کا باعث بن جائے ۔

إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ وَلَا تَكُنْ لِلْخَائِنِينَ خَصِيمًا [5]

" بے شک ہم نے تم پر اپنی کتاب حق کے ساتھ نازل کی ہے تاکہ تم لوگوں کے درمیان اس بات کے مطابق فیصلہ کرو جو اللہ نے تمہیں بتائی ہے اور خیانت کرنے والوں کے حمایتی نہ بنو۔ "

اس آیت میں بظاہر تو نبی کریم ﷺ سے خطاب فرمایا گیا ہے مگر حقیقت میں قیامت تک کے مسلمانوں کو اس چیز کا حکم دیا گیا ہے کہ فیصلہ کرنے میں اللہ کے احکام کو یاد رکھا جائے اور صحیح ملزم کو قانون کے مطابق سزا دی جائے ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

اتَّبِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ [6]

" تم لوگ اس کی پیروی کرو جو تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے اور اللہ کو چھوڑ کر من گھڑت سرپرستوں کی پیروی مت کرو۔ تم لوگ بہت ہی کم نصیحت پکڑتے ہو"

ان آیات کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی زمین پر حقیقی حکومت اور عدل وہی ہے جو اس نے انبیاء کے ذریعے بھیجے ہوئے قانون کی بنیاد پر قائم کیا ہو، جسے خلافت کہتے ہیں۔ جو دوسرے تمام نظاموں پر غلبہ حاصل کرنا چاہتا ہے اور اسے غالب ہونا چاہیے کیونکہ اس کے غلبہ کے لیے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا گیا تھا۔ جس کا تقاضا ہے کہ دین اسلام کو اقتدار میں رکھا جائے اور دوسرے مذاہب کو شکست یا معدوم کر دیا جائے۔ یہ حکم نہ صرف محمد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اور امت مسلمہ کو دیا گیا تھا، بلکہ دوسرے انبیاء کو بھی دیا گیا تھاجو ریاست ان بلند و بالا اہداف کے حصول کے لیے کوشش کرے گی وہ اسلامی ریاست کہلائے گی اور یہ ایک اعلیٰ مقام ہے اور اس سے بہتر کوئی ریاست نہیں ہو سکتی جس کے سائے میں اس کی رعایا کی حفاظت ہو، ان کے حقوق کی حفاظت کی جائے، معاشی تحفظ بھی دیا جائے اور یہ سماجی انصاف کے اعلیٰ مظاہر سے متصف ہو۔ دوسری ریاستوں اور عالمی سیاست میں جو کردار ادا کرے گا اس کے پیش نظر اس ریاست میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی کیسے ہو سکتی ہے؟ بلکہ وہ تمام انسانیت کے لیے بھلائی اور بھلائی کو تلاش کرے گا، جو وہ اپنی رعایا کے لیے چاہتا ہے، کیونکہ جس ریاست کا مذہب اسلام ہے وہ تمام انسانوں کی بھلائی چاہتی ہے۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دین خیر خواہی کانام ہے،صحابہ کہتے ہیں :ہم نے کہا : کس کے لیے اے اللہ کے رسولﷺ! تو فرمایا

لِلَّهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ[7]

”اللہ کے لیے، کتاب اللہ کے لیے،رسول اللہ کے لیے،مسلمان قیادت کے لیے اور عام لوگوں کے لیے خیرخواہی ہے۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں تمام انسانوں کے ساتھ حسن سلوک کا یہ رویہ عام تھا۔ کسی کو بھی ظلم یا زیادتی کی اجازت نہیں تھی، جسے غیر مسلموں نے تسلیم کیا ہے اور اس سے بہت لطف اندوز بھی ہوئے ہیں کیونکہ ان کے پاس امن اور سلامتی تھی۔ جس میں معاشی خود کفالت کے مواقع ان کے لیے بے شمار تھے اور جبر نہ ہونے کے برابر تھا۔ یہی احسان کا رویہ دوسری ریاستوں کے ساتھ بھی اپنایا گیا اور عالمی سیاست اور معاملات میں بہترین کردار ادا کیا۔

اسلامی ریاست کے قیام میں اخلاق حسنہ کا بنیادی کردار

اخلاق انسان کی خصوصیات، عادات، اور فطرت کو ظاہر کرتا ہے۔ جیسے جو ایک فرد روزمرہ کی زندگی میں عمل کرتا ہے، اور اس کے مختلف عملوں کا جو اثر اس کی شخصیت پر پڑتا ہے۔ اخلاق کی تصور میں، وہ خوبیاں اور برائیاں شامل ہوتی ہیں جو انسان کی فطرت میں موجود ہوتی ہیں۔ اگر ایک شخص کی عادات اور خصوصیات اچھی ہوں، تو اسے اخلاق حسنہ کا دارومدار مانا جاتا ہے، جبکہ اگر وہ برے ہوں، تو اسے اخلاق سیئہ کی شناخت دی جاتی ہے۔اسلام ایک بہت ہی وسیع اور عمیق مذہب ہے جس نے تمام بنیادی اصولوں کی راہنمائی کی ہے، اور اس کا ایک بڑا حصہ اخلاقی اصولوں پر مبنی ہے۔ اخلاقی اصولوں کی بات کرنے سے پہلے، اسلام کا اصل مقصد بنیادی طور پر انسانی فطرت کی بہتری اور انسانی معاشرت کی بنیادی اصولوں کو ترویج کرنا ہے۔ایک معاشرتی نظام کی بنیاد اخلاقیت ہوتی ہے۔ اسلام میں اخلاقیت کو بہت اہمیت دی گئی ہے، جہاں انسان کی بہتری اور اصلاح کیلئے اخلاقی اصولات کو فرض کیا گیا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں اخلاقی اصولوں کو "اخلاق حسنہ" کہا جاتا ہے، جو کہ انسانیت کی بہتری اور اصلاح کے لیے ضروری ہیں۔ایک معاشرتی نظام کی قوت اس کے افراد میں ہوتی ہے، اور انفرادی اصلاح سے معاشرتی بہتری اور ترقی کا راستہ واضح ہوتا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں انسان کو انفرادی اصلاح کے لیے اخلاق حسنہ کی ترویج کی گئی ہے تاکہ وہ اپنے اندری ذات کو بہتر بنا سکے اور معاشرتی بنیادوں پر قائم معاشرتی نظام کو مضبوط کر سکے۔قرآن حکیم میں بھی اخلاقی اصولوں کو بار بار زیرِ غور لایا گیا ہے، اور اس کی باتوں میں بہت ساری حکمت و فلسفہ پنہاں ہے جو کسی بھی دوسری مذہبی کتاب میں نہیں ملتی۔ اسلامی تعلیمات کی بنیاد پر اخلاقی اصولات کو عمل میں لانے سے ایک بہتر اور اصلاحی معاشرت بنائی جا سکتی ہے، جو انسانیت کے تمام اصولوں اور قیمتوں کی پیروی کرے۔ اخلاق حسنہ سے مراد وہ اچھے اخلاق ہیں جو اسلام نے ہمیں سکھائے ہیں۔ ان اخلاق میں ایمانداری، سچائی، امانت، عدل، انصاف، احسان، عفو و درگزر، صبر، شکر، حلم، تواضع، اور دیگر شامل ہیں۔اخلاق حسنہ اسلامی ریاست کی بنیاد ہیں۔اسلام سیاسیات کو اخلاق کے تابع قرار دیتا ہے ۔ ابن منظور افریقی کی رائے میں اخلاق میں دین ، طبیعت اور عادات تینوں شامل ہیں ۔ لیکن اخلاق عادات کے ظاہری حسن کا نہیں بلکہ اندرونی پاکیزگی اور باطنی صورت انسانی کے اوصاف و معانی کا نام ہے ۔ جس کی حقیقت داخلی ، وجدانی اور روحانی ہے اور صدور خارجی ۔ اچھے اخلاق سے دوسرے افراد متاثر ہوں تو معاشرتی زندگی میں حسن پیدا ہوتا ہے ۔ اخلاق ، دینی تقاضوں کے عین مطابق یعنی معروف سے معمور ہوں ، تو یہی اسلامی تصور اخلاق ہے ۔ اس کے دو بنیادی ماخذ قرار دئیے جاتے ہیں ۔ قرآن مجید و فرقان حمید اور رسول اللہ ﷺ کا اسوہ حسنہ اور آپ کا ﷺ کا حلق عظیم ۔[8]

اسلامی حکومت کے مسلمانوں کی زندگی مسلم فلاسفہ کے بقول : دینی اصول کے اگر تابع ہے تو اس کا درجہ عبادت کا ہے ، جب کہ اخلاقیات کی پاسداری عبادات سے ہر گز خارج نہیں ۔ اس لئے کہ اسلام میں ہر اچھا عمل عبادت ہے ۔ وجدان صحیح سے اچھائی اور برائی ، دونوں کا پتا چل جاتا ہے۔[9]

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے

البر ماطمئن الیه القلب واطمئنت الیه النفس والاثم ماحاک فی القلب وتردد فی النفس
10

”بھلائی وہ ہے ، جس سے قلب مطمئن ہو اور بدی وہ ہے جس سے دل میں کھٹکا رہے اور نفس متردد ہو ۔“

اخلاق کے بارے میں اگر ایک طرف متعدد قرآنی آیات ہیں تو دوسری طرف بے شمار احادیث ان تعلیمات قرآنی اور ارشادات نبوی ﷺ کی رو سے معروف میں حسن خلق شامل ہے اور انسانوں کے ساتھ وہ نیکیاں کرنا بھی جو معاشرتی اخلا ق کا حصہ ہیں ان نیکیوں میں عدل و انصاف ، مساوات ، ظلم سے اجتناب ، جانبداری سے احتراز ، افراط و تفریط سے مجتنب رہنا اور کسی کو اس کا جائز حق دینا اور دلانا وغیرہ شامل ہیں ۔ ان میں سے بیشتر امور فریضہ احتساب سے الگ نظر نہیں آئے ، بلکہ عملاً محتسب کے فرائض میں ہمیشہ سے داخل رہے ۔ اس اعتبار سے عدل کے علاوہ اخلاق سے بھی احتساب کا تعلق رہا ۔ رفتہ رفتہ اخلاق سے اس کی حیثیت فزوں ہوتی چلی گئی ۔ اسلام میں اخلاق کا تصور جہاں روحانی اور دینی ہے ۔ وہاں دائرہ اثر عملی اور عمرانی ۔ نیکی (معروف) کی فطری صلاحیت اس کا سر چشمہ ہے اور اس کی ترقی کا راز حقیقی معنوں میں اسلامی تعلیمات کے عملاً فروغ ، تزکیہ نفس کی اصلاً اپنائیت اور نیکیوں کے بہ نفس نفیس اظہار میں مضمر ہے ۔ کسی قوم کی بقاء اور ترقی کے لیے ایک طرف عدل و انصاف کے متقضیات ضروری ہیں تو دوسری طرف روحانی اور اخلاقی اساسات بھی لازمی ہے ۔ یہ متقضیات اور اساسیات ہی نہ رہیں تو معاشرہ روبہ انحطاط اور قوم زوال پذیر ہو جاتی ہے ۔ اقوام و ملل کی تاریخ میں اس قسم کی کئی مثالیں موجود ہیں اور قرآن نے بھی اس کی گواہی دی ہے کہ قوموں اور معاشروں کی تباہی و بربادی کا اصل باعث اخلاقی امراض بنے ۔ 11

لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْۢ بَنِیۡٓ اِسْرَآءِیْلَ ۱۲

” لعنت کیے گئے وہ جنھوں نے کفر کیا بنی اسرائیل میں“

اس آیت میں اس بات کی طرف واضح اشارہ ہے کہ بنی اسرائیل نے ایک دوسرے کو برائی میں مبتلا دیکھ کر منع کرنے اور خدا سے ڈرانے کی روش ترک کر دی تھی ۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ بار بار ارشاد فرماتے رہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہر حال میں کرتے رہو ۔ ظالم کا ہاتھ پکڑے رکھو اور حق کا ساتھ دیتے رہو ۔

اکثر مفسرین نے لکھا ہے کہ اہل ہوی جب اللہ کی لعنت کی زد میں آتے ہیں تو آدمیت اور انسانیت کے زمرے سے خارج ہو جاتے ہیں ۔ ایسا معاشرہ رفتہ رفتہ تباہ ہو جاتا ہے اور یہ قومی زوال کی ابتداء ہوتی ہے ۔ جس سے مال کا چھٹکارہ پانا مشکل بلکہ ناممکن ہو جاتا ہے ۔ چنانچہ امت مسلمہ کو زوال سے بچانے اور مسلم معاشرہ کو قعر مذلت سے دور لے جانے کا واحد راستہ یہی ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی مساعی کو جاری رکھا جائے ۔ اور اس کی ایک ہی صورت ہے : احتساب ۔ اس سعی میں اگر تکالیف بھی آئیں تو ان پر خندہ پیشانی کا اظہار اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ضروری ہے ۔

نبی کریم ﷺ نے مستحکم ریاست اور معاشرہ قائم کرنے اور لوگوں کے اتحاد و یگانگت سے رہنے کے لیے ایک ضابطہ دیا کہ اس ضابطہ پر اگر عمل کرتے ہوئے زندگی گزاری جائے تو خود بخود لوگوں میں اتحاد پیدا ہو جائے گا ۔ آپ ﷺ نے سب سے پہلے خود اس ضابطہ اخلاق پر عمل کر کے اپنا نمونہ پیش فرمایا ۔

اس سلسلے میں قرآن مجید میں سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۵۹ میں فرمایا گیا ۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۪ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۱۳

”اے محمد ﷺ اللہ کی مہربانی سے آپ ﷺ کی افتادِ مزاج ان لوگوں کے لیے نرم واقع ہوئی ہے۔ اگر آپ بدخو اور سخت دل ہوتے تو یہ آپ کے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے ۔ آپ ان کی غلطیوں پر انہیں معاف کر دیا کریں اور ان کے لیے اللہ سے مغفرت مانگتے رہا کریں ۔ “

گویا خوش اخلاقی اختیار کرنے سے لوگ آپس میں قریب آئیں گے ۔ ان میں ربط اور محبت بڑھے گی ۔ آپ ﷺ نے اخلاق کا ایسا نمونہ پیش فرمایا جس پر عمل کر کے ایک مضبوط معاشرے کی بنیادیں رکھی جا سکتی ہیں ۔ اسلامی ریاست میں مسلمانوں کے ساتھ ساتھ غیر مسلموں کے لیے بھی اخلاق حسنہ کا حکم دیا گیا ہے ۔ غیر مسلموں کی جان، مال اور ان کی عزت کی حفاظت کا درس ملتا ہے۔ غیر مسلموں کی جان کے ساتھ ساتھ ان کی ملکیت کی حفاظت کی ذمہ داری بھی مسلم ریاست پر عائد ہے ۔ غیر مسلم ، مسلم ریاست کے اندر درس گاہوں ، اسپتالوں اور رفاہ عامہ کے دوسرے تمام اداروں سے پورا پورا فائدہ اٹھا سکتے ہیں ۔ لیکن مالی معاملات اور جرائم کی سزاؤں میں اسلامی قانون کی پابندی کرنا ہو گی ۔ مسلم ریاست میں غیر مسلموں کو اپنے مذہبی امور کی ادائیگی کی اجازت دی جاتی ہے ۔ اور مذہبی امور کی ادائیگی میں کسی قسم کی کوئی پابندی یا مشکل پیش نہیں آتی ۔

اسلامی ریاست کے قیام میں اخلاق حسنہ کی ضرورت اور اہمیت بہت زیادہ ہے۔ اسلامی ریاست کا مقصد انسانیت کی بہتری اور عدل و انصاف کے بنیادی اصولوں کی ترویج ہے، اور اخلاق حسنہ ان اصولوں کی عملی تطبیق میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔اخلاق حسنہ کے اصولوں کی بنیاد پر ایک معاشرتی نظام قائم ہوتا ہے جس میں افراد ایک دوسرے کے ساتھ اتحاد و اتفاق سے رہتے ہیں۔ اخلاقی اصول جیسے امانت داری، عدل و انصاف، احسان، احترام، اور محبت، معاشرتی رشتوں کو مضبوط بناتے ہیں اور افراد کو ایک دوسرے کے حقوق وفرائض کا احترام کرنا سکھاتے ہیں۔

اسلامی ریاست میں اخلاق حسنہ کی بنیاد پر عدلیہ اور انصاف کی فراہمی پر زور دیا جاتا ہے۔ اخلاق حسنہ کی بنیاد پر معاشرتی بہتری اور ترقی حاصل کی جاتی ہے۔ اخلاقی اصول جیسے سچائی، امانت، کرم، اور احترام، انسانی معاشرت کو مضبوط بناتے ہیں اور مختلف اقسام کی فسادیات اور معاشرتی مسائل کا حل فراہم کرتے ہیں۔اسلامی ریاست کے قیام میں اخلاق حسنہ کی ضرورت و اہمیت یہاں تک ہے کہ اسلامی اصولوں اور قیمتوں کی عملی تطبیق میں اخلاقی اصولوں کی پیروی انسانیت کو معاشرتی، عدلیہ، امن، اور خوشحالی کی سمت میں ہدایت فراہم کرتی ہیں۔

اسلامی ریاست کے استحکام میں اخلاق حسنہ

اسلامی ریاست کے استحکام میں اخلاق حسنہ کا اہم کردار ہے۔ اسلامی اصولوں اور اخلاقی اقدار کی بنیاد پر ایک ریاست کا قیام ہونا، اس کے بازاری، سماجی، اور سیاسی سلسلوں میں عدل و انصاف کی فراہمی کو ممکن بناتا ہے۔ اخلاق حسنہ کا مطلب ہے کہ ایک شخص اور ایک معاشرت اپنے عملوں میں نیکی، صداقت، عدل، امانت، احسان، اور محبت کی بنیادوں پر عمل کریں۔اسلامی تعلیمات میں عدل و انصاف کو اہمیت دی گئی ہے، اور رسول اللہ ﷺ نے بھی عدل کی اہمیت کو بیان کیا اور خود بھی عدل کے ساتھ سلوک فرمایا۔ اسلامی ریاست میں، عدل و انصاف کی پیمائش اخلاقی معیاروں کے ذریعے کی جاتی ہے، اور اس کی بنیاد میں حاکمین کیلئے ایمانداری، شفافیت، اور مساوات کا اصول ہوتا ہے۔اسلامی ریاست میں احترام اور تواضع بھی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ حاکم اور مسلطہ داروں کی عوام کے ساتھ برابری اور محبت کے ساتھ برتاو کرنا ان کے لئے اہمیت کی ہے۔ اخلاقی اقدار کی بنیاد پر ایک ایماندار اور مخلص حکومت عوام کے دلوں میں اعتماد کا مظہر بنتی ہے، جس سے ریاست کی استحکام و قوت بڑھتی ہے۔اسلامی ریاست میں اخلاقی اصولوں کی پیروی اور عمل میں لاگویت، معاشرتی اور سیاسی فاسدیوں کو روکنے اور معاشرتی بہتری کی فراہمی میں اہمیت رکھتی ہے۔ اخلاق حسنہ کی بنیاد پر ایک مؤثر اور موثر اسلامی ریاست کا قیام ممکن ہوتا ہے، جو عدل، امن، اور توازن کے لحاظ سے بہتر معاشرتی نظام کو فراہم کرتا ہے۔اسلامی ریاست کے استحکام کے لیے اخلاق حسنہ بہت ضروری ہے اور اخلاق حسنہ میں بہت سی چیزیں شامل ہیں ۔ ان میں سے اسلامی ریاست کے استحکام کے لیے جن چیزوں کی ضرورت ہے ان میں سے چند کی وضاحت درج ذیل ہیں ۔

امن و امان

امن و امان کسی بھی معاشرے اور ریاست کی بقاء و استحکام کے لیے ناگزیر ہوتا ہے ۔ معاشرے میں امن و سکون قائم کرنے کے لیے نبی کریم ﷺ نے ایسے اصول دئیے ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر دنیا کو بدامنی سے نجات دی جا سکتی ہے ۔ ان اصولوں کے مثبت اثرات کے ثبوت کے طور پر کہا جا سکتا ہے انہی اصولوں پر عمل کرتے ہوئے عرب کا وہ معاشرہ جہاں صرف طاقت کی زبان بولی اور سمجھی جاتی تھی اور جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا

قانون جاری و ساری تھا ، وہاں شرافت اور احترام انسانی کا بول بالا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے کعبۃ اللہ کو قیام امن کا مرکز بنایا ہے ۔ فرمایا

وَ مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا 13

" جو کوئی حرم میں داخل ہوا وہ امن میں ہو گیا ۔ "

اس آیت میں خانہ کعبہ کی عظمت اور شان کو بیان کیا گیا ہے ۔ اور حرم کی حدود کو امن والا کہاگیا ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص جرم کر کے حرم کی حدود میں داخل ہو جائے گا تو نہ اس کو قتل کیا جائے گا اور نہ اس پر حد قائم کی جائے گی ۔

اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا 14

"کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے حرم کو امن والی جگہ بنا دیا "

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اہل مکہ سے مخاطب ہے اور فرماتا ہے کہ کیا وہ نہیں دیکھ رہے کہ ہم نے ان کے شہر مکہ مکرمہ کی حرمت والی زمین،ا ن کے لئے امن و امان والی بنائی کہ اس سرزمین میں رہنے والے امن و امان سے رہتے ہیں۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کے لیے دعا فرمائی تھی کہ

رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا15

" اے میرے رب اس شہر مکہ کو امن والا شہر بنا دے۔"

نبی کریم ﷺ کے ہاں امن کی کیا اہمیت تھی ۔ اس کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ آپﷺ نے مدینہ پہنچ کر جو پہلا خطبہ ارشاد فرمایا اسے امن و سلامتی کی دعا کے ساتھ ختم کیا ۔ ظاہرا فتح مکہ کا دن بدامنی کا دن ہونا چاہیئے تھا لیکن اس میں آپﷺ نے بدترین دشمنوں کے لیے بھی امن کے دروازے کھول دئیے اور حکم فرمایا کہ جو شخص ابو سفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اس کے لیے امن ہے ۔ جو حکیم بن حزام کے گھر میں داخل ہو جائے اس کے لیے بھی امن ہے جو مسجد حرام میں داخل ہو جائے اس کے لیے بھی امن ہے ۔ جو اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے اس کے لیے بھی امن ہے ۔ مولانا حامد الانصاری فرماتے ہیں :

> " یہ پہلا دن تھا جب امن عالم کا آفتاب نصف النہار پر پہنچا اور اس کے بعد اسلام کے اچھے زمانے تک کبھی غروب نہیں ہوا ۔ "16

صلہ رحمی

اسلامی ریاست کے استحکام کے لیے صلہ رحمی بھی بہت ضروری ہے ۔ نبی کریم ﷺ نے دوسروں کے ساتھ تعلق جوڑنے کی ترغیب دی اور تعلق توڑنے والے کی مذمت فرمائی ۔ آپ ﷺ نے فرمایا :

> من سره ان يبسط له فی رزقه وان ينسا له فی اثره فليصل رحمه 17

> " جس شخص کو یہ بات بھلی لگے کہ اس کی روزی میں اضافہ ہو اور اس کی عمر بڑھ جائے تو اسے چاہیے کہ وہ صلہ رحمی سے کام لے ۔"

یہ حدیث مبارکہ الفاظ کے کچھ اختلاف کے ساتھ متعدد مقامات پر بیان ہوئی ہے ۔

حضرت عبدالرحمن ابن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

> قال الله تبارك وتعالى انا الله وانا الرحمن خلقت الرحم وشققت لها من اسمی فمن وصلها وصلته ومن قطع بسته 18

> " اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں میں اللہ ہوں اور میں رحمن ہوں ۔ میں نے رشتہ قرابت کو پیدا کیا ہے اور اپنے نام رحمن کے مادہ سے نکال کر اس کو (

رشتے کو) رحم کا نام دیا ہے پس جو اسے جوڑے گا میں اسے جوڑوں گا اور
جو اسے توڑے گا میں اسے توڑوں گا ۔"

اللہ تعالیٰ کے جوڑنے کا معنی یہ ہے کہ اللہ ان سے اپنا تعلق جوڑے گا انہیں اپنا پسندیدہ بندہ بنائے گا ۔ انہیں اپنے فضل سے نوازے گا ۔ اور ظاہر ہے جس کا تعلق ہمہ وقت اللہ سے جڑا ہو ، اللہ ان کی ہر مشکل میں مدد کرے گا ان پر ہر لمحہ اللہ کی رحمتیں نازل ہوں گی وہ کوئی دینی یا دنیوی کام کریں گے تو اللہ تعالیٰ اس کام میں ان کا پشت پناہ موجود ہو گا ۔ اس کے برعکس شخص سے اللہ کا تعلق ٹوٹ جائے گا ۔ ظاہر ہے یہ بہت بڑی محرومی ہو گی ۔ اسلامی ریاست کے استحکام میں اخلاق حسنہ کا کردار انتہائی اہم ہے۔ جب ایک اسلامی ریاست کے حکمران اور عوام اخلاق حسنہ کو اپناتے ہیں تو ریاست مضبوط اور مستحکم ہوتی ہے۔ اسلامی ریاست کے استحکام میں اخلاق حسنہ کا کردار انتہائی اہم ہے۔ اخلاق حسنہ سے مراد وہ اچھے اخلاق ہیں جو ایک مسلمان کو اپنانے چاہئیں۔ ان اخلاق میں ایمانداری، امانت داری، سچائی، انصاف، عدل، رحم، ہمدردی، اور دوسروں کے حقوق کا احترام شامل ہیں۔

مصنفین کی شراکت

فارحان اختر اور محمد خالد رضا نے تحقیقی تصور کی تشکیل، مطالعے کے ڈیزائن اور اعداد و شمار جمع کرنے میں کردار ادا کیا، جبکہ حفیظہ نسرین اختر اور سیدہ بانو** نے تحقیق کی تکمیل، فارمیٹنگ اور پروف ریڈنگ میں معاونت فراہم کی۔

مفادات کا ٹکراؤ

مصنفین اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ ان کے کسی بھی قسم کے مفادات کا ٹکراؤ موجود نہیں ہے۔

ڈیٹا کی دستیابی

تحقیق میں استعمال ہونے والا ڈیٹا مناسب درخواست پر متعلقہ مصنف سے دستیاب کیا جا سکتا ہے۔

اخلاقی منظوری

لاگو نہیں۔

مالی معاونت

اس تحقیق کے لیے کسی مخصوص ادارے یا ذریعے سے مالی معاونت حاصل نہیں کی گئی

حوالہ جات

1. شاہ ولی اللہ ، قطب الدین ، حجۃ اللہ البالغہ ، بیروت لبنان ، ج ۱، ص ۴۴
2. مودودی ، سید ابو الا علی ، اسلامی ریاست ، اسلامک پبلیکیشنز لاہور، ۲۰۰۰ء ، ص ۱۷
3. سمیع اللہ سعدی، مولانا، جدید ریاست میں فقہ اسلامی کی تشکیل جدید بنیادی خدو خال اور طریق کار ، الشریعہ اکادمی ، ۲۰۱۸ء ، ج ۲۹، شمارہ ۵
4. سورہ المائدہ ۵:۴۹
5. سورہ النساء ۴: ۱۰۵
6. سورہ الاعراف ۷: ۳
7. مسلم ، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم ، کتاب الإیمان، باب بیان أن الدین النصیحۃ،رقم الحدیث: ۵۵.ایم ایس ناز ، ڈاکٹر ، اسلامی ریاست میں محتسب کا کردار ، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، ۱۹۹۹ء، ص ۲۴

احمد بن حنبل، ١حمد بن محمد ، ١بو عبد ١لله ، مسند ١حمد بن حنبل، موسسۃ ١لرسالۃ، ١۴٢١ھ ، رقم ١لحديث: ١٨٠٠١
8. ایم ١یس ناز ، ڈ١کٹر ، ١سلامی ریاست میں محتسب کا کرد١ر ، ص ٢۵
9. آل عمر١ن ٣:٧٨
10. آل عمر١ن ٣: ١۵٩
11. العنکبوت ٢٩: ۶٧
12. لبقرہ ٢: ١٢۶
13. حامد ١لانصاری ، مولانا، ١سلام کا نظام حکومت، مکتبہ ١لحسن، لاہور ، سن ، ص ٣۵۴
14. ایضاً، ص ٣۵٣
15. مسلم ، مسلم بن حجاج ، صحیح مسلم ، کتاب ١لبر و ١لصله و ١لادب، باب صلة ١لرحم و تحريم قطيعتها، رقم ١لحديث : ٢۵٢٣
16. ١۶۔ایضاً، ص ٣۵٣
17. ١٧۔مسلم ، مسلم بن حجاج ، صحیح مسلم ، کتاب ١لبر و ١لصله و ١لادب، باب صلة ١لرحم و تحريم قطيعتها، رقم ١لحديث : ٢۵٢٣